# حدیث کا درایتی معیار

## (داخلی فہم حدیث)

مولانا محمد تقی صاحب امینی ناظم سنی دینیات علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

نوٹ: درایتی معیار سے متعلق "داخلی نقد حدیث" پر ۲ قسطیں معارف (مئی تا نومبر ۱۹۷۸ء) شائع ہو چکی ہیں

علم درایت کا ایک جزء فہم حدیث ہے جس کے دو پہلو ہیں:

(۱) داخلی فہم حدیث اور

(۲) خارجی فہم حدیث

داخلی فہم کا تعلق حدیث کی معنویت سے ہے

داخلی فہم کا تعلق حدیث کی معنویت اور خارجی فہم کا تعلق حدیث کے "قالب" سے ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین و شریعت سے متعلق جو کچھ فرمایا اس کی معنویت آپ نے قرآن حکیم سے حاصل کی جیسا کہ کئی آیتوں میں آپ کی اتباعِ وحی کا ذکر ہے۔

اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰی اِلَیَّ [1] میں اسی کی اتباع کرتا ہوں جس کی وحی میری طرف کی جاتی ہے۔

---

[1] الانعام، ع ۵

یہ "وحی" لفظی ومعنوی ہر دلالت کو شامل ہے کیونکہ رسول اللہ کی اتباع کا میدان اس سے کہیں زیادہ وسیع ہے جو ظاہری الفاظِ قرآن سے سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح کئی آیتوں میں "حکمت" کا ذکر ہے جس سے مراد الفاظ کی وہ معنوی دلالت ہے جس کو رسول اللہؐ نے شعورِ نبوت کے ذریعہ سمجھا۔

علامہ شاطبیؒ کہتے ہیں:

| | |
|---|---|
| السنّة فی معناها راجعة الی الکتاب[1] | سنت اپنے معنی میں کتاب کی طرف لوٹنے والی ہے۔ |
| فلا تجد فی السنة امراً والقرآن قد دلّ علی معناه[1] | سنت میں کوئی بات نہ پاؤ گے کہ قرآن نے اس کے معنی پر دلالت نہ کی ہو۔ |

شاہ ولی اللہؒ کہتے ہیں:

| | |
|---|---|
| وکذلک معرفة الحدیث معرفتان اما معرفة اهل الظاهر فبالرواة وغریب الحدیث واما معرفة الحکماء فبالتطلع الی حقیقة التشریع والعلم[2] | اسی طرح حدیث کی معرفت دو طرح ہوتی ہے (۱) اہلِ ظاہر کی معرفت جس کا تعلق راویوں اور غریب حدیث کی واقفیت سے ہے (۲) حکماء کی معرفت جس کا تعلق تشریع کی حقیقت اور علم کی معرفت سے ہے۔ |

تشریع کی حقیقت تک رسائی معنویت حاصل کئے بغیر ناممکن ہے۔

**معنویت حاصل کرنے میں شعورِ نبوتؐ کی برتری**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معنویت حاصل کی اس کا مقابلہ کسی اور کی اخذ کی ہوئی معنویت سے نہیں ہوسکتا کیونکہ نبوت کا خاصہ حقیقت کا کلی ادراک ہے جس کے بعد شعورِ نبوت کو غیر معمولی اخذ و استنباط کی صلاحیت پیدا ہو جاتی جو

---

[1] شاطبی ۔ الموافقات ج ۴ ۔ السنة فی معناها

[2] ولی اللہ ۔ الخیر الکثیر ۔ اقسام التفسیر والحدیث

کسی اور کے شعور کو نہیں میسر ہے ۔ پھر شعورِ نبوت کو یہ قوت بھی حاصل ہے کہ عالم بیداری میں "برتر شعور" یا "نور" سے تعلق جوڑ کر کسب فیض کرے اور ایک ایسے مقام سے "وحی" اخذ کرے جو مادّیت کے لئے غیر مادی ذرائع علم کی انتہا پر ہے ۔ جبکہ دوسروں کو صرف عقل سے کسب فیض کی قوت حاصل ہوتی جو مادّیت کے لئے مادی ذرائع علم کی انتہا پر ہے ۔ ان دونوں کی بلندی، گیرائی، گہرائی اور حقیقت تک رسائی میں جو بنیادی فرق ہے وہ اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہے ۔

**شعور نبوت کو داغدار بنانے کی کوشش** "برتر شعور" یا "نور" سے تعلق جوڑنے میں قویٰ کو سخت قسم کی کشمکش سے دوچار ہونا پڑتا تھا ۔ جس کے آثار اعضاء و جوارح پر بھی ظاہر ہوتے تھے مثلاً چہرہ کا متغیر ہو جانا، سردی کے زمانہ میں جبینِ اقدس پر پسینے کے قطروں کا نمودار ہونا، اعصاب کا غیر معمولی بار محسوس کرنا اور استغراق کی کیفیت طاری ہونا وغیرہ (ان سب کا ثبوت حدیثوں میں موجود ہے)

اعضاء و جوارح پر "آثار" کی حقیقت نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض مورخین نے بددیانتی سے ان کو مرگی کے دورہ کا نتیجہ قرار دے کر شعورِ نبوت کو داغدار بنانے کی کوشش کی ۔ حالانکہ یہ "آثار" کسی بیماری کی وجہ سے نہیں بلکہ زیادہ گہرے مقام میں ڈوب کر کسبِ فیض کے نتیجہ میں ظاہر ہوتے تھے ۔ جس طرح کسی درجہ میں "آثار" اس وقت بھی ظاہر ہوتے ہیں جب عام انسان کا شعور مضامین حاصل کرنے کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوتا ہے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک قسم کی محویت و استغراق کی کیفیت طاری ہوتی، گرد و پیش کی دنیا سے بے خبری ہو جاتی اور کبھی تو اعضاء و جوارح پر بھی تاثر کے آثار نمایاں ہوتے ہیں ۔ "عقل" سے کسبِ فیض کے وقت یہ "آثار" تسلیم کرنے میں کسی کو کوئی دشواری نہیں پیش آتی تو "مقامِ وحی" سے کسبِ فیض کے وقت مذکورہ آثار تسلیم کرنے میں کیونکر دشواری کی گنجائش نکل سکتی ہے ؟ جبکہ "عقل" مادی ذرائع علم کی انتہا اور "مقام وحی" غیر مادی ذرائع علم کی انتہا ہے ۔ رفعت و بلندی کے لحاظ سے دونوں میں جو فرق ہے اس کی بنا پر کسبِ فیض کے وقت "آثار" کی نوعیت و کیفیت میں فرق لازمی ہے ۔

**چند حقائق کی موجودگی میں کوشش کی ناکامی** اس کے علاوہ درج ذیل چند حقائق ایسے ہیں کہ ان کی موجودگی

میں شعورِ نبوت کو داغدار بنانے کی ہر کوشش ناکام رہتی ہے مثلاً

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معاشرہ اس قدر غیر ترقی یافتہ نہ تھا کہ لوگ "مرگی" جیسے مرض کی شناخت نہ کرسکتے۔

(۲) چالیس سال تک رسول اللہ معاشرہ میں رہے لیکن کبھی آپ کی زندگی میں اس مرض کا پتہ نہیں چلتا۔ خود قرآن حکیم نے اس مدت کو بطور سند پیش کیا ہے۔

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ أَفَلَا تَعْقِلُونَ[1] میں اس سے پہلے تم میں ایک عمر تک رہ چکا ہوں کیا تم نہیں سمجھتے ہو۔

(۳) مذکورہ آثار ہمیشہ نزول وحی کے وقت ظاہر ہوتے رہے کبھی اور وقت نہیں ہوئے اگر معاذ اللہ "مرگی" کا مرض ہوتا تو پہلے کبھی ضرور ظاہر ہونا چاہئے تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ جب آپ کو زندگی کے بارے میں اصول بتائے جائیں تو اس وقت لازمی طور سے مرگی کا دورہ پڑے اور عام حالت میں کبھی اس کا حملہ نہ ہو۔

(۴) رسول اللہؐ کے سامنے عقیدت و نیازمندی کی گردن جھکا کر جس طرح لوگوں نے عقیدت و محبت کا ثبوت دیا وہ کسی مرگی زدہ کے لئے نہیں ہو سکتا جبکہ لوگوں نے ہر طرح آزمایا اور ہر معیار پر جانچا تھا۔

(۵) مذکورہ آثار زائل ہونے کے بعد رسول اللہؐ جس کلام کی تلاوت فرماتے تھے وہ آج بھی موجود و محفوظ ہے کسی مرگی زدہ سے اس کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

ان حقائق کی موجودگی میں شعورِ نبوت کو داغدار بنانے کی یہ کوشش اس قدر خلاف واقعہ قرار پاتی ہے کہ ڈاکٹر گبن (جس نے رسول اللہؐ کی زندگی پر اور کئی اعتراض کئے ہیں) نے بھی اس کو یونانیوں کا اتہام

---

[1] یونس ع ۲

"تسلیم کیا ہے[1]۔

| | |
|---|---|
| معنویت سے رسول اللہؐ نے تین کام لئے | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاصل کی ہوئی معنویت سے تین کام لئے۔ |

(۱) دین کے مقاصد کی تشریح۔

(۲) بندوں کے مصالح کی تفصیل اور

(۳) اصول وکلیات کی توضیح

قرآن حکیم دراصل مقاصد، مصالح اور اصول وکلیات ہی کی کتاب ہے اس میں زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق جس قدر جزئیات ہیں وہ بطور "نمونہ" انھیں کی تشریح، تفصیل اور توضیح کے لئے ہیں تاکہ ان کی روشنی میں نمو پذیر زندگی اور ترقی پذیر معاشرہ کی رہنمائی کے لئے اخذ واستنباط کا سلسلہ جاری رہے۔ سب سے پہلے اس کے مخاطب خود رسول اللہؐ تھے جیسا کہ اس آیت میں فیصلہ کے لئے ما ارٰىك اللہ (شعور نبوت) سے کام لینے کی ہدایت ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ[2] | اے نبی ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے آپ کو دکھایا۔ |

پھر آپ کے بعد تمام وہ لوگ مخاطب ہیں جو اخذ واستنباط کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ذیل کی آیت میں "لعلهم يتفكرون" کے ذریعہ ایسے تمام لوگوں کو غور وفکر کی دعوت دی گئی ہے۔

---

[1] "Decline and Fall of the Roman empire, By Gibbon, Vol. 5. chap. 50. Page 270, See Foot note also"

[2] النساء ع ۱۵

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ [۱]

ہم نے آپ پر الذکر (قرآن) اتارا تاکہ جو چیز لوگوں کی طرف بھیجی گئی ہے آپ ان کے سامنے بیان کردیں تاکہ وہ خود غور وفکر کریں۔

کام لینے کا طریقہ

طریقہ یہ تھا کہ رسول اللہؐ پر جب آیتیں نازل ہوتیں تو ان کی معنوی دلالت پر غور وفکر کرکے تشریح، تفصیل اور توضیح کا خاکہ تیار کرتے پھر اس کے مطابق ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ جاری رہتا۔ یہ دونوں کبھی قولی ہوتیں اور کبھی قولی وفعلی دونوں ہوتی تھیں جیسا کہ ان ابتدائی آیتوں سے اندازہ ہوتا ہے:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ [۲]

پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھئے اور اس کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے علم سکھایا۔ انسان کو وہ علم دیا جس کو وہ نہ جانتا تھا۔

يٰاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ [۳]

اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھئے اور خبردار کیجئے اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کیجئے اور اپنے کپڑے پاک رکھئے اور گندگی سے دور رہئے اور زیادہ حاصل کرنے کے لئے احسان نہ کیجئے اور اپنے رب کی خاطر صبر کیجئے۔

پہلی آیتوں میں اللہ کی عظمت وبڑائی، احسان وکرم، حقیر حالت سے انسان کی ابتدا اور بلند ترین صفتِ علم سے اس کو آراستہ کرنے اور پھر اس صفت کو کتابت کے ذریعہ منتقل کرنے کا

---

[۱] النحل ع ۶ [۲] العلق ع ۲ [۳] المدثر ع ۱

ذکر ہے کہ اس کی علمی صلاحیت ٹھٹھر کر نہ رہ جائے۔ یہ پہلا تجربہ تھا جس میں انسان کو حقیر حالت سے رفعت و بلندی کے انتہائی مقام پر پہونچانے کی نشاندہی کی گئی۔ دوسرے تجربہ میں انسان کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کا حکم۔ ظاہری و باطنی، اعتقادی و عملی ہر قسم کی نجاست سے صفائی و ستھرائی کی تاکید۔ خالص لوجہ اللہ کام کی تلقین۔ اس کے عوض دنیوی فوائد کی توقع نہ رکھنے اور صبر و ضبط کی تعلیم وغیرہ ایسی جامع تعلیمات ہیں کہ ان کی روشنی میں شعورِ نبوت نے کام کا خاکہ تیار کیا اور فرضِ منصبی کی ادائیگی میں سرگرم عمل ہوئے۔ ظاہر نظر میں یہ چند چھوٹے چھوٹے فقرے ہیں لیکن ان کی ہیئت ترکیبی اور جامعیت خود ہی شہادت دے رہی ہے کہ ان کے اندر معانی کا خزانہ پوشیدہ ہے۔

اس طریقہ میں تقدیم و تاخیر کی بحث بے سود ہے

اس طریقہ میں آیتوں اور حدیثوں کی تقدیم و تاخیر کی بحث بے سود ہے کہ جب تک آیتوں سے معنویت حاصل کی ہوئی حدیثوں کے بارے میں نہ معلوم ہو کہ یہ متعلقہ آیتوں کے بعد کی ہیں اس وقت تک معنویت حاصل کرنے کی بات بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ کیونکہ جس طرح آیتیں بیک وقت نہیں نازل ہوئیں اسی طرح حدیثیں بھی بیک وقت نہیں وجود میں آئیں۔ بلکہ حالات کے لحاظ سے تدریجی عمل دونوں کے ساتھ یکساں جاری رہا۔ بہت ممکن ہے کہ رسول اللہؐ نے جو حدیثیں بیان کیں ان کی معنویت انھیں آیتوں سے حاصل کر لی ہو جو پہلے نازل ہو چکی ہیں لیکن دوسرے لوگوں کے شعور کی رسائی وہاں تک نہیں ہو سکی۔ شعورِ نبوت کی رسائی کا اندازہ دعوت کے سب سے پہلے حیات بخش خطاب سے ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ آیتیں نازل ہونے کے بعد "قریش" کو جمع کر کے صفا پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے ہو کر فرمایا:

| | |
|---|---|
| یا معشر قریش ارأیتکم لو اخبرتکم ان خیلا بالوادی ترید ان تغیر علیکم اکنتم مصدقیّ۔ | اے قریش کے لوگو۔ تم مجھے بتاؤ اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑ کے دامن سے ایک فوج نکل کر تم پر حملہ کرنے والی ہے تو تم میری تصدیق کرو گے۔ |

سب نے بیک زبان ہو کر کہا:

نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا[1] بیشک۔ ہم نے کبھی آپ سے سوائے سچ کے اور تجربہ نہیں کیا۔

جس طرح اس موقع پر رسول اللہؐ صفا کی چوٹی پر کھڑے پہاڑ کی دونوں سمتوں کو دیکھ رہے تھے اسی طرح حقیقت کے کلی ادراک کے بعد شعور نبوت بہت سی ان باتوں کو دیکھتا رہتا اور ان اشارات کو پاتا رہتا ہے جن تک رسائی دوسروں کی نہیں ہو سکتی۔ خود رسول اللہ نے اس حقیقت کو کئی مرتبہ ان الفاظ میں ظاہر فرمایا:

إِنِّي أَرَىٰ مَا لَا تَرَوْنَ[2] میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے ہو

آیتوں اور حدیثوں کی کمی بیشی کی بحث بھی بے سود ہے

اسی طرح آیتوں اور حدیثوں کی کمی بیشی کی بحث بھی بے سود ہے (کہ مثلاً عملی احکام کی آیتیں صرف پانچ سو ہیں ان سے حدیث کے اتنے عظیم ذخیرہ نے کیوں کر معنویت حاصل کی) اس لئے کہ مذکورہ مقدار میں صرف وہی آیتیں شامل کی گئی ہیں جن سے احکام سمجھنے میں زیادہ دشواری نہ تھی اخذ و استنباط والی بیشتر آیتیں اس میں شامل نہیں ہیں۔ دراصل کسی موضوع سے متعلق آیتوں کی مقدار حقیقی نہیں بلکہ اضافی ہے جو ذہنوں اور طبیعتوں کے اختلاف سے بدلتی رہتی ہے۔ ایک ذہین وفطین آدمی بہت سی باتیں ان آیتوں سے حاصل کر لیتا ہے جن تک رسائی دوسروں کی نہیں ہو سکتی، اسی بناء پر آیاتِ احکام کی تعداد میں بھی اختلاف ہے کسی کے نزدیک دو سو کسی کے نزدیک پانچ سو اور کسی کے نزدیک کچھ زیادہ ہے۔

ابن دقیق العید کہتے ہیں:

---

[1] بخاری و مسلم و مشکوۃ باب الانذار والتحذیر

[2] ترمذی و ابن ماجہ ابواب الزہد

مقدار آیات الاحکام لاتنحصر فی ھذا العدد بل ھو یختلف باختلاف القرائح والاذھان وما یفتحه الله من وجوہ الاستنباط والراسخ فی علوم الشریعة یعرف ان من اصولھا واحکامھا ما یوخذ من موارد متعددة حتی الآیات الواردة فی القصص والامثال[1]

آیات احکام کی مقدار اس عدد میں محدود نہیں ہے بلکہ طبیعتوں اور ذہنوں کے اختلاف سے مقدار مختلف ہوتی ہے جن حضرات پر اللہ نے وجوہ استنباط کے دروازے کھولے اور جن کو علوم شرعیہ میں رسوخ حاصل ہے وہ جانتے ہیں کہ بہت سے اصول واحکام متعدد جگہوں سے حاصل ہوتے ہیں حتی کہ ان آیتوں سے بھی جو قصص و امثال میں وارد ہوئی ہیں۔

یہ تقسیم جب عام لوگوں کی نسبت سے صحیح نہیں تو شعورِ نبوت کی نسبت سے کیوں کر صحیح ہو گی جس کی رسائی کا تصور عام ادراک سے باہر ہے۔

ذیل میں مقاصد، مصالح، اصول وکلیات اور ان سے حاصل کی ہوئی معنویت کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

## دین کے مقاصد کی تشریح

**ایمان و اعتقاد سے متعلق دین کی بنیادی باتیں** | "دین" سے مراد تمام وہ بنیادی باتیں جن پر انبیاء علیہم السلام نے اتفاق کیا اور جن کا تذکرہ قرآن حکیم میں موجود ہے۔

(۱) ایمان و اعتقاد سے متعلق مثلاً

ہر قسم کی خوبیوں کے ساتھ اللہ کو متصف سمجھنا۔ ان باتوں سے اللہ کی پاکی بیان کرنا جو اس کی شان کے مناسب نہیں۔ اس کے ناموں میں کجروی کو حرام سمجھنا، یہ عقیدہ رکھنا کہ تمام حوادث سے پہلے اللہ کے علم میں ایک اندازہ مقرر ہے۔ اللہ کے فرشتے ہیں جو اس کی نافرمانی نہیں

---

[1] علال فاسی۔ مقاصد الشریعة الاسلامیة القرآن

کرتے، اللہ نے اپنے بندوں میں جس کو چاہا رسول بنایا اور کتاب دی۔ قیامت، مرنے کے بعد کی زندگی، جنت و دوزخ سب حق ہیں۔ ان سے متعلق آیتیں یہ ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ [1]

سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔ بیحد مہربان، نہایت رحم والا ہے بدلہ کے دن کا مالک ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ [2]

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ اکیلا ہے وہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو پیدا کیا نہ وہ کسی سے پیدا کیا گیا۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔

وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ [3]

اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اللہ کے ناموں میں کجروی اختیار کرتے ہیں۔

اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ [4]

ہم نے ہر چیز اندازہ ٹھہرا کر پیدا کی۔

لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ [5]

جن باتوں کا اللہ نے حکم دیا (فرشتے) اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جن کا حکم دیا جاتا ہے۔

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ [6]

اللہ خوب جانتا ہے اس موقع کو جہاں اپنا پیغام بھیجے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ

ہم نے بہت سے رسول نشانیوں کے ساتھ بھیجے اور ان کے ساتھ کتابیں اتاریں اور میزان۔

---

[1] الفاتحہ ع ۱ — [2] الاخلاص ع ۱ — [3] الاعراف ع ۲۲
[4] القمر ع ۳ — [5] التحریم ع ۱ — [6] الانعام ع ۱۴

لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ[1] — تاکہ لوگوں میں انصاف قائم کریں۔

ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ[2] — پھر تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے۔

ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ[3] — (مرنے کے بعد) پھر اللہ تمھیں زندہ کرے گا پھر اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

أُولَٰئِكَ فِي جَنَّاتٍ مُكْرَمُونَ[4] — یہ لوگ جنت میں عزت سے رہیں گے۔

أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ[5] — یہ دوزخ کے لوگ ہیں۔

**طہارت و پاکی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں**

(۲) طہارت و پاکی سے متعلق مثلاً جسم ولباس کو گندگی ومیل سے پاک وصاف رکھنا، قلب ودماغ کو ہر قسم کی آلودگیوں ـــ اور آلائشوں سے دور رکھنا، نفس وشرمگاہ کو کثافتوں وغلط کاریوں سے محفوظ رکھنا، زبان آنکھ کان وغیرہ کو غلط استعمال سے بچانا جیساکہ ان آیتوں سے ثبوت ملتا ہے۔

وَإِن كُنتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا[6] — اگر تم جنبی ہو تو خوب طہارت حاصل کرو۔

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ[7] — اپنے کپڑوں کو پاک رکھو۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ[8] — گندگی سے دور رہو

إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ[9] — بیشک اللہ توبہ کرنے والوں اور طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

لَن يَنَالَ اللَّهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا وَلَٰكِن يَنَالُهُ التَّقْوَىٰ مِنكُمْ[10] — اللہ کو نہ قربانیوں کا گوشت پہونچتا ہے اور نہ ان کا خون لیکن دل کا تقوی پہونچتا ہے۔

---

[1] الحدید ع ۳ [2] المومنون ع ۱ [3] البقرہ ع ۳ [4] المعارج ع ۱ [5] البقرہ ع ۱۰ [6] المائدہ ع ۲ [7][8] المدثر ع ۱ [9] البقرہ ع ۲۸ [10] الحج ع ۵

| | |
|---|---|
| اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى[1] | یہی لوگ ہیں جن کے دلوں کی اللہ نے تقویٰ کے لئے آزمائش کی۔ |
| بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ[2] | بلکہ ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ نے ان کے دلوں پر زنگ لگا دیا۔ |
| وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ[3] | اور اللہ ان لوگوں پر گندگی ڈالتا ہے جو سوچتے نہیں ہیں۔ |
| اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ شَيْئًا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ[4] | اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں۔ |
| قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا[5] | اس شخص نے فلاح پائی جس نے نفس کی صفائی حاصل کی۔ |
| اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ[6] | بلیشک نفس برائی کا حکم دینے والا ہے مگر جو میرا رب رحم کر دے۔ |
| قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ[7] | اے پیغمبر آپ مومن مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو باز رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے۔ |
| وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ[8] | اے پیغمبر آپ مومنہ عورتوں سے بھی کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو باز رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں |

---

[1] الحجرات ع ۱ [2] التطفیف ع ۱ [3] یونس ع ۱۰ [4] البقرہ ع ۲۱
[5] الشمس ع ۱ [6] یوسف ع ۱۱ [7، 8] النور ع ۴

| | |
|---|---|
| إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ؎۱ | بیشک کان آنکھ اور دل ان سب کے متعلق بازپرس ہوگی۔ |
| إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ ؎۲ | اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو نرم و دلکش لہجہ میں بات نہ کرو |
| إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ؎۳ | بیشک جو لوگ پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بیحیائی پھیلے ان کے لئے دنیا و آخرت میں دردناک سزا ہے |

**عبادت وطاعت سے متعلق دین کی بنیادی باتیں**

(۳) عبادت وطاعت سے متعلق مثلاً عبادت وطاعت کے ذریعہ اللہ کی زیادہ سے زیادہ تعظیم کرنا۔ جوڑا دل اس کے سپرد کرنا۔ خالص اسی کی عبادت وطاعت کو اپنے اوپر فرض سمجھنا۔ شعائر (خاص اللہ کی یادگار) کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرنا۔ عبادت و استعانت میں شرکت حرام سمجھنا اور اسی کو نفع وضرر کا مالک و مختار سمجھنا وغیرہ جیساکہ ان آیتوں سے ثابت ہوتا ہے۔

| | |
|---|---|
| وَقَضٰى رَبُّكَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ؎۴ | تیرے رب نے حکم دیا کہ اس کے علاوہ اور کسی کی عبادت نہ کرو |
| وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ؎۵ | سجدہ کرو اور قریب ہوجاؤ |
| قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ؎۶ | آپ کہدیجئے میں حکم دیا گیا ہوں کہ عبادت خالص اسی کے لئے کروں |
| وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا ؎۷ | اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو |

---

؎۱ بنی اسرائیل ع ۴ ؎۲ الاحزاب ع ۴ ؎۳ النور ع ۲ ؎۴ بنی اسرائیل ع ۳
؎۵ العلق ع ۱ ؎۶ الزمر ع ۲ ؎۷ النساء ع ۶

اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ [1]

حکم صرف اللہ کا ہے

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ [2]

جو شخص اللہ کے "شعائر" کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کے تقویٰ کی بات ہے

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ [3]

آپ کہہ دیجئے میری نماز، میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ [4]

اے اللہ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے اور آپ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِیْدًا [5]

بیشک اللہ اپنے ساتھ شرک کرنے کو نہیں بخشتا اس کے ماسوا جس کو چاہے بخش دیتا ہے۔ جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا وہ بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔

اِنْ یَّمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗٓ اِلَّا ھُوَ وَاِنْ یُّرِدْکَ بِخَیْرٍ فَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ [6]

اگر تجھ کو کوئی سختی پہونچے تو اللہ کے سوا اس کو کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھ کو کوئی بھلائی پہونچے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

**نیکی و بدی سے متعلق دین کی بنیادی باتیں**

(۴) نیکی و بدی سے متعلق مثلاً اصل نیکی دل کی پاکی و عمل کی سچائی ہے جس کے لئے محض ضابطہ کی خانہ پری کافی نہیں بلکہ اللہ سے مستقل ربط و تعلق ضروری ہے نیکی زندگی کے کسی ایک گوشہ میں محدود نہیں

---

[1] الانعام ع ۷ [2] الحج ع ۴ [3] الانعام ع ۱۹

[4] الفاتحہ ع ۱ [5] النساء ع ۱۸ [6] الانعام ع ۲

بلکہ اس کا تعلق زندگی کے تمام گوشوں سے ہے۔ کمال نیکی حاصل کرنے کے لئے اپنی پسندیدہ چیزوں کی قربانی لازمی ہے۔ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرنی چاہئے وغیرہ جیسا کہ ان آیتوں سے ثابت ہے:

| | |
|---|---|
| لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰى وَالْیَتٰمٰى وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ [۱] | نیکی یہ نہیں ہے کہ اپنا منہ مشرق کی طرف کرلو یا مغرب کی طرف۔ بلکہ نیکی یہ ہے جو اللہ، آخرت کے دن، فرشتوں، آسمانی کتابوں اور تمام نبیوں پر ایمان لائے اللہ کی محبت میں اپنا مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور گردن چھڑانے میں دے۔ نماز قائم رکھے اور زکوۃ دیا کرے۔ جب عہد کریں تو اپنے عہد کو پورا کرنے والے ہوں سختی اور تکلیف میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہوں یہی لوگ سچے اور یہی لوگ متقی ہیں۔ |
| لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ [۲] | کمال نیکی ہرگز نہیں حاصل کرسکتے ہو یہاں تک کہ اپنی پسندیدہ چیزیں خرچ کرو۔ |
| وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى [۳] | نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ |

"نیکی" کے مقابل بدی ہے قرآن حکیم میں اس کا استعمال بھی کسی ایک گوشہ میں محدود نہیں بلکہ زندگی کے تمام گوشوں کو شامل ہے۔

| | |
|---|---|
| وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ [۴] | کھلے اور چھپے سارے گناہ چھوڑ دو |

(باقی)

---

[۱] البقرہ ع ۲۲ [۲] آل عمران ع ۱۰ [۳] المائدہ ع ۱ [۴] الانعام ع ۱۴